بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تصریحات

پچھلے دنوں لاہور میں ایک اوباش نوجوان کے ہاتھوں ایک طالبہ کا قتل اور بقیہ آٹھ طالبات پر شدید حملہ پاکستان بھر کے اخبارات و جرائد کا موضوع سخن بنا ہوا ہے۔

ہر روز اخبارات میں اس کا تذکرہ اور اس پر اداریے اور شذرات قلمبند کیے جا رہے ہیں۔

طلبہ و طالبات احتجاجی مظاہرے اور کلاسوں کا بائیکاٹ کیے ہوئے ہیں، اور تب تک یہ سلسلہ ختم کرنے پر آمادہ نہیں، جب تک مجرم کیفر کردار تک نہیں پہنچ جاتا۔

اس سارے ہنگامے میں ایک غور طلب نکتہ یہ ہے کہ پنجاب کے گورنر اور پھر پنجاب کے وزیر اعلیٰ جب طالبات کو خطاب کرنے کے لیے گئے تو طالبات نے دونوں حضرات سے اس بات کا پرزور مطالبہ کیا، کہ مجرم کو اسلامی قانون کے تحت فی الفور سزا دی جائے، اور اس طرح رائج الوقت قوانین پر اپنے عدم اعتماد کا اور اسلامی قوانین پر اپنے بھرپور اعتماد کا اظہار کیا۔

یہ بات کسی سے ڈھکی چھپی نہیں کہ ملک میں اس وقت غنڈہ گردی اور لاقانونیت اس حد تک بڑھ چکی ہے اور امن و امان اس حد تک درہم برہم ہو چکا ہے جس کے مداوا کی صرف ایک ہی صورت ہے اور وہ یہ ہے کہ "اسلامی جمہوریہ پاکستان" کو صحیح معنوں میں اسلامی جمہوریہ بناتے ہوئے یہاں پر فوری طور پر اسلامی قوانین کو رائج اور نافذ کر دیا جائے۔ اور جب تک قول و فعل کا یہ تضاد ختم نہیں ہوتا، پاکستان کے باشندے سکھ اور امن کا سا[illegible] سکتے، اور اب یہ بات اور یہ مطالبہ خواص تک محدود نہیں رہا، بلکہ عامۃ الناس [illegible] کو جا رہے

کے موجودہ زہر کا تریاق سمجھنے لگے ہیں۔

ہم نہیں جانتے کہ اس جماعت کو جس کا نعرہ اسلام "ہمارا مذہب ہے" تھا، کونسی چیز مانع ہے کہ وہ اسلام کو عملی طور پر اس ملک میں نافذ کریں جس سے ایک طرف ملک کے خزانے پر سے وہ بوجھ کہیں ہلکا ہو جاتا جو پولیس اور امن و امان قائم کرنے والی دوسری ایجنسیوں پر خرچ کی صورت میں برداشت کرنا پڑتا ہے اور پڑ رہا ہے۔ دوسرے عوام اور حکومت ان پیچیدہ اور طویل تحقیقاتی اور عدالتی الجھنوں سے نجات حاصل کر لیں گے، جو رد من، قوانین کی کمزوریوں کی بنا پر معرض وجود میں آتی ہیں۔

تیسرے جرائم اگر کلیۃً ختم نہیں ہو جائیں گے تو بھی ان کا وجود نہ ہونے کے برابر رہ جائے گا۔ اور دنیا کے مختلف ممالک میں مختلف ادوار میں اس کا تجربہ ہو چکا اور کیا جا رہا ہے۔

اور آخر میں ہم یہ بھی کہہ دینا اپنا فرض سمجھتے ہیں کہ جب تک جرائم کی بیخ کنی اور استیصال کے لیے اسلامی حدود و تعزیرات کو اختیار نہیں کیا جاتا تب تک ایسے واقعات (اور بلکہ خدا نہ کرے اس سے بھی بدتر واقعات) رونما ہوتے ہی رہیں گے، چاہے ان کے دفعیہ اور تدارک کے لیے کتنی ہی پولیس اور کتنا ہی عملہ کیوں نہ بھرتی کر لیا جائے۔

گذشتہ دنوں جماعت اہلحدیث کو دو انتہائی المناک حادثات سے دوچار ہونا پڑا۔ اولاً سید احمد شہید اور شاہ اسماعیل شہید علیہما الرحمۃ کے قافلہ جہاد کے آخری سالار اور میر کارواں امیر المجاہدین صوفی محمد عبداللہ انتقال فرما گئے۔

صوفی محمد عبداللہ علیہ الرحمۃ نے اپنی ساری زندگی غیر ملکی سامراج کے خلاف جہاد اور جدوجہد میں گزاری اور امیر جمعیۃ پاک و ہند کی آزادی تک ان کا یہ جہاد جاری رہا۔ پاکستان بننے کے بعد ۴۸ء کے جہاد کشمیر میں انھوں نے عملی طور پر حصہ لیا۔ اور بعد ازیں اس ملک کو صحیح معنوں میں اسلامی ریاست بنانے میں سرگرم عمل ہو گئے، اور اس مقصد کے لیے انھوں نے لائلپور کے ایک دور افتادہ علاقے اوڈانوالہ میں ایک دینی مدرسہ کا قیام کیا جس میں دور دراز کے علاقوں کے طلباء قرآن و حدیث کے علوم سے بہرہ ور ہو رہے ہیں۔ بعد ازیں آپ نے اسی مدرسے کو ماموں کانجن منتقل کیا اور تھوڑے ہی عرصہ میں اس چھوٹی سی بستی میں اتنا خوبصورت اور عظیم مدرسہ قائم کر دیا کہ جسے دیکھنے کے لیے ملک اور بیرون ملک سے بڑی بڑی شخصیتیں وہاں حاضری

دیتی رہیں۔

صوفی صاحب کی پوری زندگی نام و نمود اور نمائش سے انتہائی دور اور قطعی منفرد رہی۔ اور انھوں نے اس عظیم دار العلوم کی تعمیر کے لیے نہ کوئی لمبی چوڑی ہاؤ ہو کی نہ کسی قسم کے بزرگیدہ کا سہارا لیا۔ بلکہ انتہائی اخلاص اور للہیت سے اس کی تعمیر اور نشوونما میں مشغول رہے، اور آج صوفی صاحب کی یادگار یہ دار العلوم پاکستان کے تمام اہل حدیث مدارس میں ایک نمایاں اور منفرد حیثیت رکھتا ہے جس میں گلگت، بلتستان سے لے کر کوئٹہ اور کراچی تک کے طلباء علوم دینیہ کی تکمیل میں مشغول اور مصروف ہیں۔ صوفی صاحب انتہائی نیک، برگزیدہ اور مستجاب الدعوات بزرگ تھے۔ ان کے بارے میں یہ مشہور تھا کہ وہ اپنے رب سے جس چیز کا سوال کرتے، ان کا رب . . . ان کی درخواست کو کبھی رد نہیں فرماتا تھا۔

پچھلے برس حضرت صوفی صاحب کا ذاتی پیغام مجھے پہنچا کہ دار العلوم کے سالانہ جلسہ میں شرکت کروں، ان کے حکم کی تعمیل میں جب میں وہاں حاضر ہوا تو حضرت صوفی صاحب نے مجھ سے انتہائی شفقت اور محبت کا سلوک کیا۔ اور دیر تک ہاتھ اٹھا کر میرے لیے دعا کرتے رہے۔ علم و عمل کا یہ پیکر آج ہم سے جدا ہو گیا ہے۔ لیکن ہمارے لیے اور پوری جماعت اہل حدیث کے لیے اپنی زندگی کا ایسا نقش چھوڑ گئے جو تا ابد مسکراتا اور جگمگاتا رہے گا۔ اللہ تعالیٰ ان کو اعلیٰ علیین میں جگہ دے۔ آمین!

دوسرا حادثہ حافظ محمد اسماعیل صاحب ذبیح، خطیب جامع مسجد اہل حدیث کے ناگہانی انتقال کی صورت میں رونما ہوا۔ مولانا حافظ محمد اسماعیل صاحب ذبیح جماعت اہل حدیث کے نامور خطیب، قابل احترام راہنما اور انتہائی پرجوش عالم اور مبلغ تھے۔

حافظ صاحب مرحوم تقریباً ربع صدی سے راولپنڈی میں مقیم توحید و سنت کی خدمت کر رہے تھے۔ آپ نے نہ صرف شہر اور ضلع تک اپنی سرگرمیوں کو محدود رکھا، بلکہ دور دراز کے علاقوں اور خصوصاً مری ایبٹ آباد اور ہزارہ کے ان علاقوں تک کتاب و سنت کی نشر و اشاعت کرتے رہے، جہاں تک کسی قسم کی سواری نہیں پہنچ پاتی۔

حافظ صاحب پر پچھلے برس فالج کا شدید حملہ ہوا اور جسم کا ایک حصہ بالکل مفلوج ہو کے رہ گیا، لیکن اس کے باوصف آپ کے عزم اور ہمت میں کسی قسم کی کمی واقع نہ ہوئی، اور آپ پہلے کی طرح دین حنیف کی تبلیغ میں پوری سرگرمی سے مصروف رہے۔ فالج کے حملے سے